International Journal of Human and Society (IJHS)

P-ISSN: 2710-4966	E-ISSN: 2710-4958
Vol. 4. No. 01 (Jan-Mar) 2024	Page 1315-1322

مولانا حسن جان شہیدؒ کے حالات و خدمات کا تحقیقی جائزہ

Abdul Basit	Ph.D Scholar, Department of Islamic Theology, Islamia College University Peshawar abdulbasitaup@gmail.com
Dr. Qazi Abdul Manan	Assistant Professor Islamic Studies Department of Islamic Studies Kohat University of Science & Technology KUST qaziabdulmanan@yahoo.com

Abstract: *Islam is Allah's favorite religion and living arrangements for themselves and lent to the religion of security, development and so long. Prophet Muhammad the last prophet sent. Scholars declared heirs and deputies scheme arranged through the means of promotion. Today, the same religion, the real case owe the same struggle, effort and hard work of scholars.Religious lives of the guardians of Islam, to expose them to violence and conflict have an important mission. One will get to know different aspects of the life of their ancestors. The beacon for future generations will think that the outcome of efforts to achieve religious knowledge in which adverse conditions. How to succeed in life, he became the leader of mqtdaء. A Shaykh al-Madani was killed Maulana Hassan Jan gentlemen. 2 living Qa'dah 1356 AH (an academic and religious figure, MaulanaAbulHasan Ali was born in the house in Charsadda District neighborhood MianKalayPrang 3 January 1938). Early education from his father and tried Hakim Maulana Hafiz Mohammad Ismail. It's a well-known school books to be terminated in the area of Charsadda At manzyy Uloom Islamia. The Maulana Mohammad Idrees you Kandhalwi authoring, inspired by educational and religious services JamiaAshrafiawent to visit Lahore. There was Shaban 1372 Hijri (1957 AD), your turban and a certificate obtained alfrag. 1962 took navigate the Islamic University of Medina to higher education. During the tour you study many Islamic University in Madinah study of the Holy Quran to the number of Hajj and Umrah, your knowledge expands and 1966 returned home. He served in several academic seminaries. DarulUloomHaqaniaAkoraKhattak, Akbar Dar ul Uloom Mardan, Darul Uloom Islamia Charsadda and finally support to hold martyr Imadad-ul-Uloom masjid Darwish died in.You are very dynamic personality of his time. You have so many educational, religious, political, social and correctional services. It is an intellectual honesty to expose their coming generations. So you picked up a pen to write on pure academic and religious figure like.*

Keywords: Hassan Jan, Charsadda, Lahore, Mardan, Islamia

خاندانی پس منظر

مولانا حسن جانؒ کا سلسلۂ نسب قریش خاندان سے ملتا ہے۔ چونکہ جہاد کے لئے پہلے قندہار آئے اور پھر افغانستان کے علاقہ لعل پورہ میں سکونت اختیار کی جو کہ موجودہ افغانستان کا سرحدی گاؤں ہے۔ پھر وہاں سے آپؒ کے سلسلۂ نسب میں مولانا محمد حسن قریشیؒ نام کے ایک فرد نے چارسدہ کی طرف ہجرت کی۔ یہ آپؒ کے خاندان کے پہلے فرد تھے جو چارسدہ تشریف لائے اور یہی چارسدہ کے مقبرہ میں مدفون ہیں[i]۔

والد صاحبؒ کی زندگی کے مختصر حالات

آپؒ کے والد مولانا علی اکبر جانؒ 330ھ مطابق اپریل 1916ء کو پڑانگ چارسدہ میں پیدا ہوئے1964ء میں گورنمنٹ سکول پڑانگ سے پرائمری پاس کیا۔

دینی علوم کا حصول

1968 تک ابتدائی کتب مختلف علوم کے اپنے بڑے بھائی مولانا رحمان الدینؒ سے پڑھیں شرح جامی اور ہدایہ اخرین اور بعض کتب سوات میں قلعہ گئی نامی علاقے میں مولانا مفتاح الدین صاحبؒ سے پڑھیں۔ منطق اور حکمت کی کتابیں رجڑ کے جید عالم دین مولانا مضئ الدین صاحبؒ سے پڑھیں اور علم نحو کی بعض کتابیں پڑانگ سے تعلق رکھنے والے مولانا عبدالحق صاحبؒ سے پڑھیں۔ اور منطق کی کتابیں مولانا محمد شاہ ننگرہاری سے پڑھی

1933ء میں مولانا سید علی صاحبؒ کی بیٹی سے نکاح ہوئی۔ اِس دوران سرڈھیری چارسدہ میں مولانا عبدالرزاق شاہ منصوریؒ سے معقولات کی بعض کتابیں پڑھیں۔ 1937ء میں سوات کے علاقہ چکیسر میں ریاضی کے فنون پڑھے۔ فراغت کے بعد علاقہ چکیسر کے جید علمائے کرام کی موجودگی میں آپ کی دستاربندی ہوئی اور وطن واپس آنے کے بعد 1937ء میں دوبارہ اپنے علاقے کے معززین اور علمائے کرام نے آپ کی دستاربندی کی[ii]۔

تدریسی خدمات

آپؒ کے والد محترم دارالعلوم عربیہ رجڑ ضلع چارسدہ میں 1937ء سے 1945ء تک مختلف کتابیں پڑھاتے رہے اور اس کے بعد 1945ء سے لے کر 1953ء تک دارالعلوم اتمانزئی چارسدہ میں مختلف علوم و فنون پڑھاتے رہے اور صدر مدرس کی حیثیت سے خدمات انجام دیتے رہے 1953ء سے 1963ء تک دارالعلوم اسلامیہ چارسدہ میں درس دیتے رہے اور 1963ء میں مردان چلے گئے۔ 1973 سے 1986 تک مدرسہ فیض الاسلام پار ہوتی میں بحیثیت شیخ الحدیث تدریس کے خدمات انجام دیتے رہے اور اس دوران بہت سارے ملکی اور بیرونی طلباء نے آپ سے سند فراغت حاصل کی۔ آپؒ کے والد صاحب کے بعض مشہور شاگرد مندرجہ ذیل ہیں۔

مولانا معاذ الرحمن فاضل دیوبند مرحوم مرزا ڈھیر،مولانا روح الامین مرحوم سابق شیخ الحدیث دارالعلوم اسلامیہ چارسدہ، مولانا محمد ابراہیم نعمانی مردان، مولانا عبدالقیوم مردان، مولانا دوست محمد الائی، مولانا محمد نواز کوہاٹی، مولانا عبدالباری جان، مولانا عبدالمنان قندھاری ۔

سفر حج اور روحانی فیض

آپ1971ء میں حج کی سعادت حاصل کرنے کے لیے تشریف لے گئے وہاں مختلف اکابر شیوخ کے ساتھ ملاقات ہوئی اور اجازت حدیث کا شرف حاصل کیا۔ آپؒ کے والد محترم تصوف میں اپنے بڑے بھائی مولانا رحمان الدینؒ کے خلیفہ تھے۔

حج سے واپسی کے بعد اکتوبر 1976 میں مدرسہ فیض الاسلام مردان سے استعفیٰ دےکر چارسدہ شوگر ملز کے جامع مسجد میں درس و تدریس کا سلسلہ شروع کیا کچھ عرصہ بعد مدرسہ عربیہ رجڑ میں مدرس مقرر ہوئے۔ آخر دم تک وہاں خدمات سر انجام دیتے رہے اور جمعرات کے دن 16 رجب المرجب 1466ھ مطابق ۱۴ اکتوبر 2001ء کو وفات ہوئے۔مولانا حسن جانؒ نے اپنے والد صاحبؒ کا نماز جنازہ خود پڑھایا اور جامع مسجد شوگر ملز کے ساتھ وسیع میدان میں والدہ کے ساتھ دفن کیا[iii]۔

آپؒ کے جد امجد حافظ جمال الدینؒ

آپؒ کے دادا کا نام مولانا حافظ جمال الدین القریشیؒ تھا آپ 1852ء میں پیدا ہوئے ابتدائی تعلیم حاصل کرنے کے قرآن مجید کا درس شروع کیا اور متعدد لوگوں نے آپ کے ساتھ قرآن مجید حفظ کیا۔ آپ نے خود قرآن مجید اپنے علاقے کے مشہور استاد قاری صاحب گلؒ جو حمید گل گڑھی چارسدہ میں رہتے تھے کے ساتھ حفظ کیا قاری صاحب گلؒ آپ کے صرف استاد نہیں بلکہ سُسربھی تھے اور آپ کے والدہ ہمارے خاندان سے تعلق رکھتی تھیں۔ ہشتنگر کے اکثر حفاظ وقاری صاحب گلؒ کے شاگرد تھے اور اب تک ان کے خاندان میں حفاظ قرآن کی کثرت پائی جاتی ہے آپؒ کے جد امجد نے نہایت خوش اسلوبی سے قرآن یاد کیا اور بہت بہترین تلاوت کرتے تھے اور ان کو قرآن ایسا یاد تھا کہ کئی بار دو رکعت رمیں قرآن شریف ختم کر دیتے تھے۔[4]

آپﷺ کے جد امجد نے اکثر کتابیں پشاور کے مشہور عالم مولانا مفتی محمد ایوبؒ سے پڑھیں جن کے خواشی بعض کتابوں پر چھپی گئی ہیں اور ان کی اکثر تصانیف بھی طبع ہو چکی ہیں۔

آپؒ کے دادا نے تفسیر و ترجمہ ہشتنگر کے مشہور عالم میاں صاحبؒ جو گڑھی حمید گل میں رہتے تھے سے پڑھیں فراغت کے بعد اپنی مسجد میں درس و تدریس کا سلسلہ شروع کیا اور تا دم مرگ سے اس دینی خدمت کو جاری رکھا۔1360ھ بمطابق 1941ء میں وفات پا گئے۔

ولادت

مولانا حسن جانؒ پیر کے دن طلوع آفتاب کے وقt 2ذوالقعدہ 1356مطابق 3جنوری 1938 محلہ میاں کلے موضع پڑانگ تحصیل چارسدہ میں ایک علمی اور دینی گھرانے مولانا اکبر جان کے ہاں پیدا ہوئے۔ اس وقت کے سرکاری نظام کے مطابق تھانہ پڑانگ میں آپؒ کا نام جمعرات کے دن 5ذوالقعدہ 1356ھ مطابق 6 جنوری 1938ء کو رجسٹر کیا گیاسرکاری کاغذات میں بھی اسی تاریخ کو درج کیا گیا ہے۔[5]

ابتداء درس

آپ ؒ نے اپنے چچا مولانا محمد اسماعیل کے دواخانہ میں جو کہ یٰسین زئی پڑانگ میں واقع تھا قاعدہ بغدادی سے تعلیمی زندگی کا آغاز کیا پھر اپنے چچا کی نگرانی میں ادارہ تعلیم القرآن میں قرآن مجید ناظرہ اور سکول کی ابتدائی دروس اور فارسی کی کتابیں پڑھتے رہے اور اپنے دوسرے چچا مولانا رحمان الدینؒ سے بھی فارسی کی بعض کتابیں پڑھیں جو کہ فارسی اور طب کے ماہر تھے۔ والد صاحبؒ سے علم الصرف اور علم النحو کی کتابیں صبح کے وقت پڑھتے تھے۔ آپ ؒ کے والد صاحب دارالعلوم اتمانزئی میں صبح سے لے کر ظہر تک درس دیا کرتے تھے۔ آپؒ رات کو اپنے والد

صاحب کے ساتھ صرف میر یاد کرتے تھے صرف میر کے ایسا غوجی اور علم منطق کے ابتدائی رسالے بھی والد صاحب سے زبانی یاد کیے اور اس کے علاوہ علم منطق کے بعض رسالے اور بڑی کتابیں مثلاً سلم العلوم اور قاضی مبارک وغیرہ بھی آپؒ کے ساتھ پڑھیں۔آپؒ نے کافیہ اور شرح حامی کا معرب تک کا حصہ بھی والد صاحبؒ اور فقہ اور اصول فقہ کی کتابیں اپنے بڑے چچا مولانا رحمان الدینؒ سے پڑھیں۔[6]

والد صاحب ؒنے پڑانگ کےلوئر مڈل سکول میں داخل کرایا لیکن چند دن کے بعد سکول سے نکال کر دینی تعلیم جاری رکھنے کو کہا۔

اُس وقت کے حالات

تقسیم ہند زمانے میں اور پاکستان کے آزاد ہونے کے بعد دو پارٹیاں زیادہ تر متحرک تھیں ایک مسلم لیگ اور دوسری پارٹی کانگریس تھی۔ یہاں پر جب یہ تحریک آزادی خدائی خدمتگار کے نام سے شروع ہوئی تو اکثر علماء کرام اور دیندار لوگ عبدالغفار خان کی اس تحریک میں شامل ہوئے لیکن جب عبدالغفار خان گاندھی جی کے نظریات سے متاثر ہوتے ہوئے نظر آئے تو علماء کرام اور دیندار لوگ اس تحریک سے الگ ہو گئے۔[7]

خان عبدالغفار خان اور اس کی تحریک

یہ بات واضح ہے کہ خان عبدالغفار خان نے انگریزوں کے خلاف تحریک آزادی میں سخت تکلیفیں برداشت کیں اور اپنی زندگی کا ایک بڑا حصہ قید خانے میں گزاری اس لیے کہ انگریز(جس کی حکومت تقریباً آدمی دنیا پر قائم تھی) کے خلاف علم بغاوت بلند کرنا یہ ایک انتہائی مشکل کام تھا۔

اس بناء پر پختونوں نے بھی ان کا ساتھ دیا اور چارسدہ میں ایک بڑے اجتماع کے موقع جو کہ تحصیل چارسدہ کے عیدگاہ میں منعقد ہوا جہاں پر آج کل دارالعلوم نعمانیہ آباد ہے بڑے بڑے علمائے کرام اور علاقے کے معززین کی موجودگی میں خان عبدالغفور خان کی دستاربندی کی گئی اور باچا خان کا لقب دیا گیا اور خدائی خدمتگار کے سربراہ مقرر ہوئے دارالعلوم دیوبند کے اکثر علماء کرام بھی ان کے ساتھ اتحاد قومیت اور وحدت اسلامی کے نعرہ میں شریک ہوئے لیکن جب خدائی خدمتگار تحریک کو کانگریس میں ضم کر دیا گیا تو خان صاحب کے نظریے تبدیلی پیدا ہو گئیاور اپنے جھنڈے سے نعرہ تکبیر کے الفاظ مٹا دئیے جس پر اکثر علمائے کرام اور دیندار لوگ ان سے بدظن ہو کر تحریک سے برأت کا اعلان کیا۔[8]

آپؒ کےاستاد محترم مولانا محمد ادریس کالدھلویؒ کے مختصر حالات

آپ 12 ربیع الثانی 1317؁ھ مطابق 1900؁ء کو شہر بھوپال میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد مولانا محمد اسماعیل ایک جید عالم دین اور حاجی امداداللہ صاحب مہاجر مکیؒ کے خلیفہ مجاز تھے آپ کا سلسلہ نسب والد کی طرف سے حضرت ابوبکرصدیقؓ اور والدہ کی طرف سے حضرت عمر فاروقؓ سے ملتا ہے۔[9]

تعلیم و تربیت

مولانا محمد ادریسؒ نے نو سال کی عمر میں اپنے والد صاحب کے ساتھ قرآن کریم حفظ کیا۔ آپ والد صاحب نے ابتدائی تعلیم کے لیے آپ کو تھانہ بھون میں مدرسہ اشرفیہ میں داخل کیا جس کے سرپرست حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ تھے ابتدائی زمانے سے حضرت حیکم الامتؒ آپ کی ذہانت اور استقامت کو بھانپ گئے تھے۔

اس لئے مدرسہ میں داخل کرکے صرف و نحو کی ابتدائی کتابیں خود شروع کرائی۔ ابتدائی تعلیم یہاں سے حاصل کرنے کے بعد حضرت حکیم الامت صاحبؒ نے آپ کو سہارنپور بھیجا اور وہاں سے اعلیٰ دینی تعلیم کے حصول کا سلسلہ شروع کیا سہارنپور میں جلیل القدر اساتذہ کرام جیسے مولانا خلیل احمد سہارنپوری، مولانا ظفر عثمانی، مولانا حافظ عبدالطیفؒ سے تفسیر فقہ حدیث اور دیگر علوم صاحل کی اور ۱۹ برس کی عمر میں دورہ حدیث سے فارغ ہوئے دوبارہ حدیث کی کتابیں پڑھنے کے لیے دارالعلوم دیوبند تشریف لے گئے جہاں پر آپ نے مولانا انور شاہ کشمیریؒ اور شبیر احمد عثمانیؒ جیسے بڑے اکابرعلماء و ماہرین فن اور احادیث و فقیہ کے ائمہ سے احادیث پڑھیں اور فیوض حاصل کیں اور مسند حدیث کے حامل قرار پائے۔

درس و تدریس

آپؒ نے درس و تدریس کا آغاز 1921 میں مدرسہ امینیہ دہلی سے کیا پھر دارالعلوم دیوبند کے اکابرین کے اصرار پر دارالعلوم دیوبند میں درس شروع کیا اور نو سال وہاں پر مختلف کتابیں پڑھاتے رہے اس کے بعد بعض حالات کی وجہ سے حیدر آباد دکن تشریف لے گئے اور وہاں بھی تقریباً نو سال تک درس و تدریس کے خدمات انجام دیے پھر 1939 میں بعض اساتذہ کے اصرار پر دوبارہ دیوبند میں درس شروع کیا اور ۱۰ سال تک شیخ التفسیر کی حیثیت سے یہاں پر مقیم رہے۔

پاکستان ہجرت

مئی 1949 میں دارالعلوم دیوبند سے استعفیٰ دے کر پاکستان تشریف لائے اور مدرسہ عباسیہ بہاولپور میں صدر مدرس کی حیثیت سے درس شروع کیا۔

حضرت مولانا مفتی محمد حسن صاحب امرتسریؒ نے 1344؁ھ میں جامعہ اشرفیہ لاہور کا بنیادرکھا اور ان کو بطور شیخ الحدیث جامعہ اشرفیہ آنے کی پیشکش کی اور لکھا کہ ’’ میں آپ کو پلاؤ اور بریانی چھوڑ کر دال روٹی کی دعوت دے رہا ہوں‘‘ جسے آپؒ نے بلا چوں و چرا قبول فرمایا اور زندگی کے آخری دم تک یہیں پر درس و تدریس کے خدمات انجام دیتے رہے۔ اور 8 رجب 1394؁ھ مطابق 28 جولائی 1972؁ء بروز اتوار صبح اس دینا سے رحلت کر گئے۔[10]

دورہ حدیث شریف

مولانا حسن جان 16 شوال 1375ھ کو جامعہ اشرفیہ لاہور دورہ حدیث پڑھنے کے لئے تشریف لے گئے آپؒ مولانا محمد ادریسؒ سے ان کی تصنیفات کے مطالعہ کی وجہ سے بے متاثر تھے اور آپؒ کا یہ شوق تھا کہ دورہ حدیث پڑھنے جامعہ اشرفیہ لاہور جاؤں گا۔ وہاں جا کر جب آپؒ نے حضرت کاندھلویؒ کے تواضع اور انکساری کو دیکھا تو اور زیادہ متاثر ہوئے۔ داخلہ کا امتحان دینے کے بعد دورہ شریف میں داخلہ ملا اور یہ سال حضرت کاندھلویؒ کے دورہ حدیث پڑھانے کا ۲۵ واں سال تھا۔ بخاری شریف کے دونوں حصے حضرت کاندھلویؒ سے پڑھیں اور ترمذی شریف حضرت مولانا رسول جان صاحبؒ سے پڑھی جو کہ شیخ الہندؒ کے شاگرد خاص تھے۔ ان کا تعلق ضلع ہزارہ سے تھا بڑے بڑے علمائے کرام کے استاد تھے جن میں مولانا ادریس کاندھلویؒ مولانا شمس الحق افغانیؒ ، مولانا احتشام الحق تھانویؒ قابل ذکر ہیں۔

مسلم شریف مولانا ضیاء الحق صاحبؒ سے پڑھی جو اس مدرسہ کے صدر تدرس تھے۔ طحاوی شریف اور موطاسین مولانا مفتی جمیل احمد تھانویؒ سے پڑھی۔ ابوداؤد شریف مولانا عبید اللہ صاحبؒ سے پڑھی۔ آپؒ کی قابلیت کی وجہ سے حضرت کاندھلویؒ آپ ؒ سے بے حد محبت کرتے تھے اور اپنے بچوں کی طرح شفقت سے پیش آتے آپ ان کی تقاریر اور دوروس اپنے ساتھ لکھتے تھے حضرت کاندھلویؒ زبانی امتحان لیا کرتے تھے اور انہوں نے امتحان کے لئے مولانا خیر محمد صاحب جالدھریؒ کو بلایا۔ امتحان میں مولانا حسن جانؒ اول نمبر اور مولانا سیدالامین برما والے دوسرے نمبر رہے جب کہ سارے طلباء کی تعداد 32 تھی۔ 16/15 شعبان 1376ھ بمطابق 1975ء جامع مسجد نیلا گنبد لاہور میں سالانہ جلسہ منعقد ہوا اور شیخ الاسلام مولانا ظفر احمد عثمانی اور مولانا رسول خان صاحب ہزارویؒ کے مبارک ہاتھوں سے سبز رنگ کے عماموں سے آپؒ کی دستاربندی ہوئی۔[11]

لاہور سے وطن واپسی

17 شعبان 1376ھ بمطابق 1957ء کو آپؒ اپنے آبائی شہر واپس پہنچے اور اپنے علاقے میں درس و تدریس کا آغاز کیا۔

شادی

15 ربیع الاول 1377ھ 18 ستمبر 1958ء کو آپؒ کا نکاح اپنے بڑے چچا کی صاحبزادی سے ہوا۔ اور اپنے علاقے کے بڑے بڑے علمائے کرام کے ہاتھوں دوبارہ دستاربندی ہوئی اسی سال جامعہ اسلامیہ اکوڑہ خٹک فاضل دینیات کا امتحان بھی آپؒ نے اول پوزیشن میں پاس اور جامعہ کے مدیر نے آپؒ کو انعام بھی دیا۔[12]

اور اسی سال پشاور یونیورسٹی سے مولوی عالم کا امتحان بھی اول پوزیشن کے ساتھ پاس کیا۔ آپؒ نےمنشی فاضل فارسی کا امتحان جون 1961 میں دیا جس میں دوسری پوزیشن حاصل کی۔

سرکاری ملازمت

آپؒ نے مولوی فاضل کا امتحان اول پوزیشن کے ساتھ پاس کرنے کے بعد عربی ٹیچر پوسٹ کے لئے درخواست دی۔ انٹرویو کے بعد آپؒ کی تقرری علاقہ جبی اکوڑہ خٹک میں ہوئی یہاں پر کچھ عرصہ گزارنے کے بعد آپؒ کا ٹرانسفر اپنے علاقے پڑانگ مڈل سکول میں ہوئی سکول کے اساتذہ اور بچوں کو ترجمہ قرآن پڑھاتے تھے۔ جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ سعودی عرب میں داخلہ کے درخواست کی منظوری کے بعد آپؒ نے سرکاری ملازمت سے استعفیٰ دے دیا۔

اعلیٰ تعلیم کے لئے مدینہ منورہ روانگی

1386 2 5ھ بمطابق1962/7/8ء کو کراچی سے بحری جہاز کے ذریعے جدہ کی طرف روانہ ہوئے آپؒ نے تقریباً سات دن سمندر میں سفر کیا اس نوعیت کا یہ آپؒ کا پہلا سفر تھا۔ اور 15 جولائی 1962ء کو جدہ شریف پہنچے وہاں پر آپؒ کے استقبال کے لئے جامعہ کے نمائندےشیخ عبدالعزیز اور مولانا عبدالوہاب صاحب عباسی پہلے سے موجود تھے۔ جدہ میں سرکاری کاروائی پوری ہونے پر مکہ مکرمہ روانہ ہوئے۔عمرہ کرنے کے بعد اپنے ساتھیوں کے ہمراہ مدینہ منورہ کی طرف روانہ ہوئے اور چھ گھنٹے سفر کرنے کے بعد مدینہ منورہ پہنچے۔ یعنی18 جولائ1962بمطابق16صفر 1382ھ کو اپنی منزل جامعہ مدینہ منورہ پہنچے۔[13]

مدینہ منورہ میں آپؒ نے چار سالانہ امتحان میں پورے جامعہ میں اول پوزیشن حاصل کی اور مختلف ممالک کے علمی اور تفریحی دوروں کے بعد مدینہ منورہ سے اگست 1966ء کو وطن واپس پہنچ گئے۔

مدینہ منورہ میں اکابر اساتذہ اور مشائخ سے استفادہ

الشیخ محمد الامین الشنقیطی

آپؒ کے خصوصی اساتذہ اور مشائخ میں سے ایک شیخ محمد الامین الشقیطی ہیں جن کا تعلق مورطانیہ (افریقہ) سے تھا، تفسیر اور اصول فقہ کے ماہر تھے۔

جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ سے پہلے ریاض یونیورسٹی میں بھی استاذ رہ چکے تھے اور سعودی حکومت نے ان کو نیشنلٹی بھی دی تھی آپ کا حافظ بہت اعلیٰ درجے کا تھا اس لئے آپ کو اکثر علوم میں الفیے یاد تھے۔

آپؒ نے قرآن مجید کی تفسیر بھی لکھی جس کا نام (اضواء البیان فی الیضاح القرآن) ہے جو کہ تفسیر القرآن باالقرآن کے اسلوب سے لکھی گئی ہے آپ کی دوسری کتاب (منع المجاز فی المنزل للتعبدو الاعجاز) جس میں یہ ثابت کرنے کی کوشش کی گئی ہے کہ قرآن مجید میں مجاز مستعار نہیں آپؒ کی تیسری کتاب (دفع ابہام الاضطراب من آیات الکتاب) جس میں یہ کوشش کی گئی ہے کہ جن آیات میں بظاہر تعارض ہے اس کو دفع کیا جائے۔ اصول فقہ میں بھی آپؒ نے کتاب لکھی ہے جس کا نام (الایضاح علی شرح مراقی الفلاح)۔

شیخ محمد الامین بہت بڑے عالم اور پرہیزگار انسان تھے اگرچہ خود مالکی مسلک سے تعلق رکھتے تھے لیکن اکثر

متفق علیہ احکام پر عمل کرتے تھے آپؒ فرمایا کرتے تھے کہ حضرت شیخ مجھ سے بہت زیادہ محبت کرتے تھے اور ہم نے بہت زیادہ استفادہ کیا ہے اور ان کے ہر تقریر کو اپنے ساتھ محفوظ کیا ہے۔

آپؒ کے دوسرے اساتذہ کرام میں سے جو قابل ذکر ہیں وہ شیخ عبدالقادر ابن شیبہؒ ہیں جو نحو پڑھاتے تھے اور معانی شیخ عطیہ محمد سالم المصریؒ پڑھاتے تھے شیخ رمضان العراقی، شیخ محمد المحذوب الشامی، شیخ عمرالاشقر الفلسطینی۔

مختلف مدارس دینیہ میں تدریسی خدمات

تدریس کی ابتداء

مدینہ منورہ سے واپسی پر آپؒ کو بنوری ٹاؤن کے مہتمم مولانا یوسف بنوریؒ کی طرف سے درس حدیث کی دعوت ملی اور اسی سال جامعہ اشرفیہ لاہور میں بھی درس کی دعوت ملی۔ لیکن چند وجوہات کے بنا پر اِن دو مقامات پر درس کرنے سے معذرت کی اور گاؤں آکر دارالعلوم نعمانیہ اتمانزئی کے مہتمم مولانا اسرائیلؒ صاحب نے درس کی دعوت دی حضرت مولانا میاں صاحب مسرت شاہ کاکا خیلؒ کی سفارش پر 1386ھ میں دارالعلوم نعمانیہ اتمانزئی میں بحیثیت شیخ الحدیث اور صدر مدرس مقرر ہوئے۔ دورہ حدیث کی ساری کتابیں آپؒ پڑھاتے تھے اور پہلے سال چھ طالب علموں نے دورہ حدیث میں شرکت کی۔مسلسل سات سال تک آپؒ یہاں پر دورہ حدیث پڑھاتے رہے اسی دوران آپؒ نے ایم۔اے اسلامیات کا امتحان بھی دیا۔جس میں تمام یونیورسٹی بھر میں اوّل نمبر آئے اور اس وقت کے گورنر نصیر اللہ بابر نے آپؒ کو تین ہزار روپے انعام بھی دے دیا، کچھ وجوہات کے بناء پر آپؒ نے دارالعلوم نعمانیہ سے استعفاء دے کر4 شوال 1393ھ مطابق21 اکتوبر 1973ء سے دارالعلوم عربیہ ٹل شہر ضلع کوہاٹ میں بحیثیت صدر مدرس اور شیخ الحدیث مقرر ہوئے۔ یہاں پر بھی آپؒ نے تقریباً تین سال دورہ حدیث پڑھایا۔ اس دوران چارسدہ شوگر ملز کے ارکان اور وہاں کے رہنے والے احباب نے شوگر ملز کے جامع مسجد میں جمعہ پڑھانے اور اکبر دارالعلوم میں بحیثیت صدر مدرس درس کرنے کی دعوت دی اور ٹل سے بڑے اصرار کے ساتھ یہاں لے آئے لیکن یہاں آکر آپؒ نے درس سے معذرت کی کہ یہاں پر بڑے شیوخ پہلے سے موجودہ ہیں مثلاً مولانا شمس الحق افغانیؒ اور مولانا عبدالغنیؒ اور ان کی موجودگی میں دورہ حدیث پڑھانا میں مناسب نہیں سمجھتا ہوں کہ میری وجہ سے اس قسم کے بڑے علمائے کرام میں سے کسی کو فارغ کیا جائے۔ چنانچہ بعض دوستوں کی دلی تمنا اور مولانا عبدالحقؒ کی دعوت پر دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک جانے کو ترجیح دی اور بروز جمعۃ المبارک ٦ شوال 1396ھ مطابق 1 اکتوبر 1976ء دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک میں تقرری ہو گئی اور عبدالحقؒ نے کتاب ترمذی کا باب الصلوٰۃ اور بخاری شریف کتاب الجہاد سے کتاب النکاح تک اور مغازی جب کہ مشکوٰۃ میں جلد ثانی اور تصریح کا درس دیا اور چھ سو روپے ماہوار مقرر ہوا۔ جب اکبر دارالعلوم کے منتظم اعلیٰ نواب امیر محمد خان کو خبر ملی تو انہوں نے ناراضگی کا اظہار کیا اور کہا اس لیے کہ میں جامع مسجد شوگر ملز چارسدہ میں جمعہ بھی پڑھاتا تھا اور یہ مسجد بھی ان کے زیر نگرانی تھا اس لیے انہوں نے خط بھیجا کہ ہم ہی نے آپ کو ٹل سے بلایا اس لیے آپ دارالعلوم حقانیہ کیوں چلے گئے میں نے جواب بھیجا کہ اس سال یہاں پر درس شروع کر چکا ہوں اور اگلے سال بات کریں گے۔ اگلے سال نواب صاحب نے بعض اساتذہ کو اکبر دارالعلوم مردان سے فارغ کر دیا اور مجھے پیغام بھیجا کہ آپ کے لئے ہم نے جگہ خالی کر دی ہے اور آپ اکبر دارالعلوم مردان آجائیں چنانچہ میں پیغام بھیجا کہ میں خود عبدالحقؒ سے دارالعلوم حقانیہ چھوڑنے کی بات نہیں کر سکتا اس لیے آپ اپنے نمائندوں کو بھیج دیں تاکہ وہ ان سے بات کر لیں۔ حضرت شیخ الحدیث صاحبؒ کی مجھ سے بے حد محبت تھی اور آپؒ نے نہایت شفقت اور تواضع کے ساتھ مجھے کہا کہ آپ دارالعلوم حقانیہ نہ چھوڑیں۔ اور نواب صاحب کے نمائندوں کو کہا کہ اس سال تو یہ یہاں ہی رہیں گے پھر اگلے سال دیکھیں گے چنانچہ دوسرے سال بھی دارالعلوم حقانیہ میں ہی درس دیتا رہا۔ آپؒ کہتے ہیں کہ دارالعلوم حقانیہ میں درس و تدریس کے دوران مجھے دارالعلوم کے برکات سے کافی فائدہ ہوا درس کے طریقہ میں اصلاح ہوئی۔ بڑے بڑے علمائے کرام کے ساتھ ملاقات اور صحبت سے فیض حاصل کیا۔ خصوصاً مولانا عبدالحلیم صاحبؒ صدر مدرس اور مولانا شمس الہادیؒ شاہ منصور بابا جی اور مولانا عبدالحقؒ اور دیگر بہت زیادہ شفقت کرنے والے اساتذہ کرام سے جن کے لئے میں اکثر دعائیں مانگا کرتا ہوں۔دوسرے سال کے اختتام پر نواب امیر محمد خان کے اصرار پر اور دیگر احباب کے مشورہ پر کہ ایک دینی درسگاہ ختم ہو جائے گی اس بنا پر میں نے اپنے گاؤں سے ہی مولانا عبدالحقؒ کو استعفیٰ بھیج دیا۔ اس لیے کہ ان کو روبرو میں یہ بات نہیں کہہ سکتا تھا ان کی بے حد محبت اور شفقت کی وجہ سے چنانچہ شوال 1398ھ مطابق 1978ء کو اکبر دارالعلوم مردان میں مہتمم کی حیثیت سے اور صدر مدرس اور شیخ الحدیث کے عہدہ پر تقرری ہوئی[14]۔

چونکہ والد صاحب سفر کے قابل نہیں رہے تھے اس لئے ان کو باقی نمازوں کی ذمہ داری سونپی گئی اور جمعہ کی نماز مستقل طور پر آپ کے حوالہ ہوئی۔ آپ نے مولانا اسرائیل صاحب کو اپنے ساتھ نائب مقرر کیا۔ چنانچہ کبھی کبھار آپ جمعہ کی نماز کے لئے جامع مسجد شوگر ملز چارسدہ آیا کرتے تھے۔ کچھ عرصہ بعد نواب منیر احمد خان وفات پا گئے جو کہ نواب امیر محمد خان کے بھائی تھے اور ان سب بھائیوں میں سب سے زیادہ دیندار تھے اور نواب امیر محمد خان صاحب سپین میں سفیر مقرر ہوئے اور اکبر دارالعلوم کی نگرانی نواب عبدالغفور خان کے سپرد ہوئی۔ اُن کا رویہ بہت سخت تھا لہذا مولانا محمد اشرف صاحبؒ اور مولانا فقیر محمد صاحبؒ کی خواہش پر پانچ سال اکبر دارالعلوم مردان میں گزارنے کے بعد آپ نے وہاں سے استعفیٰ دے کر جامعہ امداد العلوم پشاور صدر میں صدر مدرس اور شیخ الحدیث کے عہدے پر تقرری ہوئی جو کہ تادم مرگ جاری رہی۔

سیاسی خدمات

آپؒ ایک بہترین عالم دین اور مشہور مدرس ہونے کے ساتھ ساتھ ایک اچھے اور صلح جو سیاستدان بھی تھے آپؒ چاہتے تھے کہ جس طرح پاکستان اسلامی نظریے کے تحت معرض وجود میں آئی ہے اور اس کے حصول کے لیے علمائے کرام اور بزرگان نے قربانیاں دی ہیں تاکہ یہاں پر اسلامی نظام حکومت قائم ہو گی تو اسی قربانیوں کے پیش نظر یہاں پر اسلامی نظام قائم ہونا چاہیے اور اپنے اس خواہش کو پورا کرنے کے لیے انہوں نے عملی سیاست میں بھی حصہ لیا۔

1990ء کے انتخابات میں آپؒ نے علمائے اسلام کے امیر مولانا ایوب جان بنوریؒ کی دعوت پر جو آپؒ کو چند علمائے کرام کے واسطے سے ملی کہ آپؒ این اے5 چارسدہ سے خان عبدالولی خان کے مقابلہ میں انتخابات میں حصہ لیں چونکہ آپؒ عملی سیاست سے نا آشنا تھے اور مقابلہ بھی ایک بڑے سیاسی لیڈر سے کرنا تھا اس لیے آپؒ ذہنی طور پر اس کے لیے تیار نہیں تھے لیکن جب مشورہ لینے کے لیے مولانا فقیر محمدؒ آف لنڈی ارباب کے ہاں تشریف لے گئے تو انہوں نے آپؒ کو فرمایا کہ جہاد کی نیت سے انتخابات میں حصہ لے لو۔ چونکہ اس وقت افغانستان میں روس کے خلاف جہاد بھی جاری تھا اور پھر فرمایا کہ تمہارا مقابل جہاد کا مخالف ہے اس لیے انتخابات کو جہاد سمجھ کر لڑو پھر آپؒ مولانا اشرف صاحبؒ کے مجلس میں حاضر ہوئے تو انہوں نے بھی آپؒ کو اجازت اور تسلی دی کہ آپؒ انتخابات میں ضرور حصہ لیں اس کے بعد آپؒ نے انتخابات میں حصہ لینے کے لئے حامی بھر لی اگرچہ آپؒ کے مقابلے میں جو لیڈر تھا اس کے کامیابی کے لیے ہر سطح پر زور لگایا گیا لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے آپؒ انتخابات میں کامیاب ہوئے اور تقریباً ستاسٹھ ہزار ایک سو چار ووٹ حاصل کیے جب کہ آپؒ کے مد مقابل نے باون ہزار آٹھ سو ستائیس ووٹ حاصل کیے چنانچہ24 اکتوبر بروز بدھ 1990ء کو آپؒ کی کامیابی کا اعلان ہوا اور قومی اسمبلی کے لئے حلقہ این اے 5 چارسدہ سے منتخب ہوئے۔[15]

اسمبلی میں آپؒ کی قرار دادیں

آپؒ نے اسمبلی میں قرار داد پیش کی کہ اسمبلی میں انگریزی طریقہ پر سلام کرنے کی بجائے اسلامی طریقہ پر سلام کیا جائے یعنی السلام علیکم کہا جائے جس کو متفقہ طور منظور کیا گیا اور اس وقت اسمبلی میں انگریزی طرز پر سلام کی بجائے السلام علیکم کہنا شروع ہوا۔

آپؒ کی قرار داد کی بدولت اسمبلی میں اذان کی آواز آنا شروع ہوئی۔

آپؒ نے اس وقت کے وزیراعظم میاں نواز شریف کے ساتھ ایک ملاقات میں عرض کیا کہ میاں صاحب وزارت آنے جانے والی چیز ہے آپ دیکھیں کہ پہلے وزرا کا کیا حشر ہوا اس لیے آپ ایسے کام کریں کہ لوگ پھر آپ کو یاد رکھیں اور اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کی کوشش کریں اور اسلامی نظام کے نفاذ کی کوشش کریں تو میاں صاحب نے جواب میں کہا کہ آپ دعا کریں تو آپؒ نے فرمایا کہ دعا تو ہم کرتے رہیں گے لیکن عملی ذمہ داری تو آپ کی ہے۔[16]

تقرری بطور منبر اسلامی نظریاتی کونسل

آپؒ کے علمی مقام اور اسلامی قوانین پر کامل عبور کو دیکھتے ہوئے2 فروری بروز اتوار ۱۹۹۷ء مطابق 23 رمطابق 1417ھ میں ممبر اسلامی نظریاتی کونسل منتخب ہوئے14مئی 1997ء صبح ۱۰ بجے آپؒ کے بطور ممبر اسلامی نظریاتی کونسل کا پہلا اجلاس ہوا جس میں اس وقت کے صدر فاروق احمد خان لغاری نے بھی شرکت کی آپؒ کے ساتھ مولانا عبیداللہ صاحب مہتمم جامعہ اشرفیہ لاہور اور مولانا مفتی محمد رفیع عثمانی صاحب بھی ممبر منتخب ہوئے تھے۔[17]

اتحاد امت کے داعی

آپؒ انتہائی صلح جو اور امت میں اتفاق و اتحاد کے خواہشمند انسان تھے آپؒ فرقہ واریت اور امت میں انتشار پھیلانے والے لوگوں سے نفرت کرتے تھے آپؒ کے فرقہ واریت ختم کرنے اور اس کی مخالفت کرنے کا ایک واقعہ قابل ذکر ہے کہ 1992 میں محرم الحرام کے مہینے میں پشاور شہر میں ایک واقعہ پیش آیا جس میں چھ قیمتی جانوں کا ضیاع ہوا تھا جس کا ہر مسلمان دل رکھنے والے شہری کو بہت دکھ پہنچا تھا اس واقعہ کی وجہ سے شہر میں نہایت خوف و حراس پھیل گیا تھا اور خانہ جنگی کی صورت حال پیدا ہو گئی تھی۔ اس وقت کے وزیر اعلیٰ میر افضل خان نے مذہبی امور کے وزیر کے مشورے پر علمائے کرام اور دانشوروں کا اجلاس طلب کیا تاکہ اس مسئلہ کا حل تلاش کیا جائے اس اجلاس میں سارے مکاتب فکر سے تعلق رکھنے والے علمائے کرام کو مدعو کیا گیا ان میں مولانا حسن جان صاحبؒ کو بھی دعوت دی آپؒ نے بڑے مختصر انداز میں اظہار خیال کرتے ہوئے فرمایا کہ معززین اکابرین ملت آج کے دن ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم علماء ہاتھوں میں ہاتھ ڈال کر یہ پیغام پہنچائیں کہ یوم عاشورہ تو کسی ایک مسلک ہی کے لیے نہیں بلکہ ہر کلمہ گو مسلمان کے لیے مساوی طور پر مبارک، بابرکت اور اہمیت کا حامل ہے۔ نبی کریم ﷺ اور انبیاء کرام سابقین ان ایام میں روزے رکھتے تھے نواسان رسول ﷺ اور امام حسن و حسینؓ اور تمام اہل بیت کرام اصحاب عظام کا جو مقام ہے وہ تو بیان ہی نہیں کیا جا سکتا۔ عشرہ محرم کے دنوں میں مذہبی عقیدت اور احترام تو ہم سب پر واجب اور ضروری ہے۔

آئیے آج ہم ایک ایسی دستاویز پر دستخط کریں جو کہ پورے ملک اور خصوصاً صوبہ سرحد اور پشاور کے عوام کے سامنے ملت کے اتحاد اور یگانگت بن کر سامنے آئے اس مجلس میں سو سے زیادہ اکابرین شریک تھے دیگر علمائے کرام نے بھی اظہار خیال کیا چند گھنٹوں کے اندر تمام اکابرین اور علمائے کرام کے مشترکہ قرار داد پر دستخط مکمل ہو گئے۔[18]

پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا نے انتہائی ایمانداری کے ساتھ اس کی تشہیر کی اور اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اسی دن سے حالات ٹھیک ہونے لگے اور پھر کبھی اس قسم کے

واقعات دیکھنے کو نہیں ملے یہ آپؒ کے بصیرت اور مفاہمت پسندی کی بین ثبوت ہے۔

وفات

شیخ الحدیث حضرت مولانا شہیدؒ کو چند سفاک ظالموں نے 15 ستمبر 2007ء بروز ہفتہ بمطابق2 رمضان المبارک 1428ھ شام کے وقت علاقہ وزیر باغ میں نکاح پڑھانے کے بہانے سے اپنے گھر سے گاڑی میں بٹھایا اور راستہ میں عین افطاری کے وقت انہیں شہید کرکے علاقہ وزیر باغ میں سڑک کے کنارے پھینک دیا اور فرار ہونے میں کامیاب ہوئے۔[19]

آپؒ کی شہادت سے وطن عزیز، فکر و دانش اور علم و عمل کے افق کو عشروں تک تاباں و درخشاں رکھنے والے ایک سورج سے محروم ہوگیا۔ آپؒ کی شہادت سے درس و تدریس کے حلقہ میں جو خلاء پیدا ہوگئی ہے وہ مدتوں تک پُر نہیں ہوسکتی۔ اللہ تعالیٰ آپؒ کو اعلیٰ درجات نصیب فرمائے اور علم کی جو روشنی آپؒ نے اس ملک میں پھیلائی ہے اللہ تعالیٰ اسے قیامت تک قائم رکھے۔

ستارہ شجاعت (بعد از شہادت)

آپ کے غیر معمولی علمی مقام اور ملک و ملت کے دینی اور اصلاحی خدمات کے اعتراف میں صدر اسلامی جمہوریہ پاکستان نے مولانا حسن جا ن (شہید) کو دو مرتبہ یعنی 23march2013 اور

23march2018 کو ستارہ شجاعت کا اعزاز دیا

خلاصتہ البحث

مولانا حسن جان (شہید) معروف مذہبی سکالر چار سدہ کے ایک مذہبی گھرانے میں ۱۹۳۸میں پیدا ہوئے

ابتدائی تعلیم مکمل کرنے کے بعد حدیث کی خصوصی تعلیم جامعہ اشرفیہ لاہور سے حاصل کی اور جامعہ مدینہ سے تین ماہ کے قلیل عرصے میں حفظ قرآن کا امتیاز حاصل کیا۔ آپ نے کچھ عرصہ جامعہ مدینہ میں بطورمدرس خدمات انجام دیں ۔ بعد ازاں ایک لمبے عرصے کے لیئے جامع مسجد درویش پشاور میں بطور خطیب اور شیخ الحدیث کے فراض سر انجام دیئے ۔ آپ ہمیشہ اسلام کے بطور امن اور برداشت کا مذہب ہونے کی تبلیغ کی اور مذہب میں شدت پسندی اور تشدد پر تنقید کی۔ آپ عسکریت پسندوں سے خوف زدہ ہوئے بغیر خودکش دھماکوں کے خلاف فتویٰ دیا۔ جاہل شدت پسندوں نے انھیں اپنے نشانے پر رکھا تھا اور آخر کار ۱۵ ستمبر ۲۰۱۷ (۲رمضان ۱۴۲۸ہجری) کو وہ اپنے شیطانی منصوبے میں کامیاب ہو گئے جب مولانا کو چند نا معلوم حملہ آوروں نے بے دردی سے قتل کیا۔ ملک کے بہت سے ممتاز اسکالر مولانا حسن جان کو معلم کی حیثیت کے یاد کرکے فخر محسوس کرتے ہیں۔

آپ کے غیر معمولی حوصلہ اور بہادری و شجاعت کے اعتراف میں صدر اسلامی جمہوریہ پاکستان نے دو مرتبہ

ستارہ شجاعت بعد از شہادت کا اعزاز عطا کیا۔

حوالہ جات

[6] ماہنامہ العصر شمارہ نمبر ۳۴ اکتوبر ۲۰۰۷ جامعہ عثمانیہ پشاور

[7] تزکرہ وسوانح مولانا حسن جان شہید۔ مولانا عبد القیوم حقانی القاسم اکیڈمی نوشہرہ

[8] فانی زندگی کے چند ایام ص ۲۸۔ خود نوشت مولانا حسن جان شہید مکتبہ مدنیہ احسن المدارس پشاور۔

[9] فانی زندگی کے چند ایام ص ۴۱۔ خود نوشت مولانا حسن جان شہید مکتبہ مدنیہ احسن المدارس پشاور۔

[i] فانی زندگی کے چند ایام ص ۲۵۔ خود نوشت مولانا حسن جان شہیدؒ، مکتبہ مدنیہ احسن المدارس، پشاور۔

[ii] فانی زندگی کے چند ایام ص ۳۰۔ خود نوشت مولانا حسن جان شہید ،مکتبہ مدنیہ احسن المدارس پشاور۔

[iii] ماہنامہ الحق، دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک، نوشہرہ۔

[4] ماہنامہ الاحسن شمارہ نمبر ۴ دسمبر ۲۰۰۷ جامعہ احسن العلوم کراچی۔

[5] فانی زندگی کے چند ایام ص ۲۷۔ خود نوشت مولانا حسن جان شہید مکتبہ مدنیہ احسن المدارس پشاور۔

10 تذکرہ وسوانح مولانا حسن جان شہید۔ مولانا عبد القیوم حقانی القاسم اکیڈمی نوشہرہ

11 ماہ نامہ القاسم جامعہ ابوہریرہ نوشہرہ

12 فانی زندگی کے چند ایام ص۶۸ خود نوشت مولانا حسن جان شہید مکتبہ مدنیہ احسن المدارس پشاور۔

13 فانی زندگی کے چند ایام ص۴۷ خود نوشت مولانا حسن جان شہید مکتبہ مدنیہ احسن المدارس پشاور۔

14 سہ ماہی النصیحہ دارالعلوم اسلامیہ چارسدہ

15 ماہنامہ العصر جامعہ عثمانیہ پشاور اکتوبر ۲۰۰۷

16 ماہ نامہ الاحسن جامعہ احسن العلوم کراچی دسمبر ۲۰۰۷

17 انٹرویو مولانا عابد الرحمان فرزند مولانا حسن جان شہید

18 تذکرہ وسوانح مولانا حسن جان شہید۔ مولانا عبد القیوم حقانی القاسم اکیڈمی نوشہرہ۔

19 تذکرہ وسوانح مولانا حسن جان شہید۔ مولانا عبد القیوم حقانی القاسم اکیڈمی نوشہرہ۔

20 انٹرویو مولانا عابد الرحمان فرزند مولانا حسن جان شہید